خطاب: سید عطاء المحسن بخاری ناقل: مہدی معاویہ

سیرتِ نبوی کا پیغام

بموقع سیرۃ کانفرنس بریڈفورڈ (برطانیہ) ۱۷ نومبر ۱۹۸۵ء

الحمد لله نحمده ونستعينه و نستغفره ونومن به ونتوكل عليه ونعوذ باالله من شرور انفسنا ومن سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضلل له ومن يضلله فلا هادى له۔ و نشهد ان لااله الا الله وحده لا شريك له۔ و نشهدان سيدنا وسندنا وحبيبنا ومولانا وقائدنا الاعظم والرسول الاكرم والنبى الافخم محمداً عبده ورسوله لا نبى بعده ولا رسول بعده ولاامام بعده ولا امة بعد امته صلى الله عليه وعلىٰ آله واصحابه وبارك وسلم تسليماً كثيراً اما بعد فاعوذ باالله من الشيطٰن الرجيم بسم الله الرحمٰن الرحيم الذين يبلغون رسالٰت الله ويخشونه ولا يخشون احداً الا الله وكفى باالله حسيباً صدق الله العظيم۔

صدر محترم، سامعین کرام! آپ کے سامنے مجھ سے پہلے بہت سے علماء کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کو بیان کر کے اجر و ثواب حاصل کیا۔ میں بھی ان پیشرووں کا آخری فرد ہوں اور اجر و ثواب کی نیت سے دوچار باتیں عرض کروں گا۔

مروّج یوں ہے کہ دماغوں پر شخصیتوں کا بوجھ ڈالا جاتا ہے۔ میرے متعلق جو بوجھ ڈالا گیا ہے وہ اتار دیں۔ نہ میں شیخ الاسلام ہوں نہ کوئی مقرر شعلہ بیاں۔ کچھ بھی نہیں ہوں بس آپ ہی میں سے ایک انسان ہوں۔ آپ کچھ سننے آئے ہیں میں کچھ سنانے کی کوشش کروں گا۔

پہلی بات یہ ہے کہ سیرت کا معنی اور مفہوم ہے بول چال، اعمال: گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بول چال، اعمال و افعال اور آپ کے ارشادات ہیں۔ حسنِ صورت پر گھنٹوں بیان کرنا سیرت کا حصہ بنایا جا سکتا ہے۔ جزوِ شریعت، جزوِ سیرت بنایا جا سکتا ہے۔ تبرکاً، زاویہ محبت سے آپ کی زلفوں کی تعریف، اس کی رنگت، چہرۂ انور، رخسار، خدوخال، دندانِ گرامی، ہونٹ، اور جسامت و قدامت کو بیان کیا جا سکتا ہے۔ اس سے ایک ذات سے محبت

تو یقیناً بڑھے گی۔ لیکن اس ذات گرامی کے اعمالِ طیبہ اور ارشادات عالیہ سے آپ روشناس نہیں ہو سکیں گے۔ ان چیزوں کا ذکر ضرور کرنا چاہیئے لیکن سیرت بول چال، اعمال و اخلاق اگر ہم اس سے عہدہ بر آ نہیں ہو سکتے تو یوں سمجھیئے کہ ہم نے محبت کا اظہار تو کر دیا مگر جو مقصدیت تھی وہ ختم ہو گئی۔

اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کیا ہے؟ بعض لوگوں نے کچھ تقسیمیں کی ہیں کہ جناب! ایک ہے شریعت، ایک ہے طریقت، ایک ہے حقیقت اور ایک ہے معرفت۔ یہ جو ہم نے اس کو چار حصوں میں بانٹا ہے اس کو اگر مزید مختصر کیا جائے تو ان سب چیزوں کے مجموعے کا نام سیرت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کیا ہے؟ سیرت! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طریقت کیا ہے؟ سیرت! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کیا ہے؟ سیرت! معرفت کیا ہے؟ سیرت! وہ کون سی شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت ہے جو سیرت سے باہر ہے؟ اور جو سیرت سے باہر ہے وہ نہ شریعت ہے نہ طریقت ہے اور نہ حقیقت و معرفت ہے۔

گویا سرکارِ دوعالم رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین سید الاولین و الاخرین قائد الغرا لمحجلین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واتباعہ اجمعین آپ کی سیرتِ طیبہ ومقدسہ ایک ایسی کتاب کا عنوان ہے جس کے ہزاروں ابواب اور لاکھوں عنوانات ہو سکتے ہیں۔ لیکن جامعیت اسی میں ہے اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا الفاظ میرے اپنے ہو سکتے ہیں:

سیف اندازِ بیاں بات بدل دیتا ہے
ورنہ دنیا میں کوئی بات نئی بات نہیں

سیدہ کائنات ضجیعۂ رسول رب العلمین حبیبۂ حبیب رب العلمین سیدہ عائشہ صدیقہ، حمیرا، طاہرہ و مطہرہ بتول العذر اصلوات اللہ وسلام اللہ علیھا سے ایک خادمِ رسول ﷺ نے پوچھا کہ اے اماں جان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کیا ہے؟ سیدہ کائنات نے فرمایا:

کان القرآن خلقہ

کان القرآن خلقہ کی جو ترکیب ہے اس میں خُلقِ قرآن پر حاوی ہے گویا قرآن خود خلقِ رسول ہے۔ اور دوسرے لفظوں میں قرآنِ ناطق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب جو اللہ کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ یہ بنیادی طور پر قرآنِ صامت ہے۔ خاموش، چپ چاپ ہے۔ اگر کتاب خود بولتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم کبھی نہ ہوتا۔

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم۔

اور نازل کیا ہم نے اس ذکرِ خاص کو آپ پر (کاہے کے لئے؟)

لتبین للناس۔

تاکہ آپ بیان کریں۔ تو قرآن ناطق حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں وہ نور مطلق جس کا ایک پر تو کتاب ہے۔ اس نور مطلق کا اس سے بہتر پر تو محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے کہ یہ کتاب محتاج ہے ان کے بیان کی۔ کتاب محض آپ کو کوئی نفع نہیں دے سکتی۔

لایضرک ولاینفعک

نہ کوئی نفع دے سکتی ہے نہ کوئی نقصان دے سکتی ہے۔ نفع پہنچے گا تو تبیینِ رسالت کے بعد۔ نقصان ہوگا تو تبیینِ رسالت کے بعد، اس کے قبول اور عدمِ قبول کی بنیاد پر ہوگا۔ آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کی بیان کی گئی بات کو قبول کریں گے تو نفع ہوگا۔ اور اگر اس سے روگردانی کریں گے تو نقصان ہی نقصان ہے۔ پھر آپ کی نمازیں، آپ کے روزے، آپ کی تہجد گزاریاں، آپ کی شب زندہ داریاں، آپ کا زہد و ورع اور آپ کی تلاوت کتاب اور آپ کے تمام اعمال رائیگاں ہیں۔ اگر آپ انفرادی زندگی میں قبول کرتے ہیں مگر اجتماعی زندگی میں اس کو (REJECT) رد کرتے ہیں تو گویا آپ نے خود فیصلہ فرمالیا کہ آپ رسوم کے دین کو قبول کرتے ہیں اور قانون کے دین کو قبول کرنا آپ پسند نہیں فرماتے۔ دین نام ہے حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی باتوں اور آپ کے نورانی اعمال کا۔ (چھوٹی چھوٹی باتیں عرض کرنے کا عادی ہوں فلسفہ وغیرہ مجھے نہیں آتا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لاتستقبلوا القبلۃ ولا تستد بروھا او کما قال علیہ السلام۔

کہ پیشاب پاخانہ کا عمل کرتے وقت نہ قبلہ کی طرف رخ کرو اور نہ قبلہ کی طرف پیٹھ کرو اب جو آدمی اس پر عمل نہیں کرتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دم بھرتا ہے وہ خود سوچے کہ وہ کیا کر رہا ہے؟ جس کے گھر کے بیت الخلاء کا رخ بسوئے قبلہ ہو اس کا دل بسوئے قبلہ کیسے ہوسکتا ہے؟ یہ شخص نبی ﷺ کے حکم کے بعد اہانت کا ارتکاب کرتا ہے۔

اور اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکو نہیں۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ الٹے ہاتھ سے کھاؤ پیو نہیں۔ اور مزید حکم ہے کہ دائیں ہاتھ سے ناک مت سنکو۔ استنجا مت کرو۔

اے اللہ کے بندو! نبی ﷺ نے حکم دیا کہ دائیں ہاتھ سے کھاؤ، الٹے ہاتھ سے ناک سنکو اور استنجا کرو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری تئیس برس کی حیات مقدسہ میں ایک مرتبہ بھی داہنے ہاتھ سے جوتا نہیں پکڑا۔ بلکہ الٹے ہاتھ سے جوتا تھاما۔ اور

ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی ہی صورت کو بگاڑ

کوئی اور صورت ہم کیا سنواریں گے ہم تو اپنا آپ تباہ کر چکے (WESTERN CIVILIZATION) یہودیوں اور عیسائیوں کی تہذیب و ثقافت کے ڈائنامیٹ کو خود ہم نے اپنی دینی اور محمدی تہذیب کی بنیاد میں رکھ کر بھک سے اڑا دیا۔ اور مدعی ہیں کہ ہم عشاقِ رسول ﷺ ہیں۔ کیسے؟ کیونکر؟ سرکار دو عالم رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے باہر نکلتے ہیں کیا پڑھتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک قوم پر، ہماری انفرادی و اجتماعی شخصیت میں مداخلت کی ہے۔ فرمایا گھر سے نکلو تو کہو:

بسم اللہ توکلت علیٰ اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیئ قدیر

آخر یہ سیرت کا حصہ نہیں ہے؟ سیرت آپ کیسے تعمیر کریں گے۔ ہمیں بھی بتایئے ہم ملاؤں کو! جن سے لوگوں کو نفرت ہے۔ ہاں یہ الگ بات ہے کہ ہم دین کی محنت چھوڑ کر کوئی اور محنت شروع کر دیں گے تو امت کا یہی حشر ہوگا۔ جو ہو رہا ہے۔ جو محنت ہمیں وراثت میں ملی تھی ہم نے اس کو آہستہ آہستہ چھوڑ دیا۔ ہمیں اقرار کرنا ہوگا اپنے خلوت کدے میں اور امت کے سامنے اعتراف ذنوب کرنا ہوگا ہمارے اندر بے پناہ کمزوریاں ہیں حقائق کو آپ کب تک جھٹلائیں گے۔ صورت حال یہ ہے کہ ابا جان کا انتقال ہو جائے تو بیٹا جان کو جنازہ کی دعا نہیں آتی۔ اور یہی صاحب انقلاب اسلامی کے مدعی بھی ہوتے ہیں۔

خدا کی شان تو دیکھو کہ کلیرمی گنجی
حضور بلبل بستاں کرے نوا سنجی

کون اسلام لائے گا۔ کہاں سے اسلام آئے گا۔ وہ مولوی جو ایک فی دس ہزار نہیں ہے؟ جو گداگر ہے، آپ سے بھیک مانگتا ہے۔ وہ انقلاب لا سکے گا؟ وہ تو ذہنی سماجی زندگی میں (CHANGE) تبدیلی نہیں لا سکا۔ چہ جائیکہ وہ ملکی زندگی میں انقلاب لائے۔ کیوں نفس کو دھوکہ دیتے ہیں آپ؟ مولوی کے پاس جو (EDUCATION) تعلیم ہے وہ شعوری طور پر ڈمی کلاس کر دی گئی ہے۔ اور آپ جس ایجوکیشن کو لیتے ہیں وہ اے کلاس ہے۔ اور اس سے آپ (EARNING HAND) برسر روزگار ہو جاتے ہیں۔ تم (UPPER HAND) ید العلیا ہو اور ہم ید السفلیٰ ہیں۔ تم ہمیشہ رہنا چاہتے ہو اور مولوی کو بد تر دیکھنا چاہتے ہو۔ اور اگر تمہاری منٹیلیٹی یونہی (BUILD UP) بلند ہوتی رہی تو وہ دن دور نہیں جب یہودیوں، عیسائیوں کی طرح اسلام کو کان سے پکڑ کر پبلک سے نکال دیا جائے گا۔ پارلیمنٹ سے تو نکال دیا گیا ہے۔ اب پبلک پلیٹ فارم سے بھی ملائیت کے نام پر کان سے پکڑ کے نکال دیا جائے گا۔ منافقین و مشرکین کی حکومت ہوگی پھر روتے کیوں ہو روئے وہ جس نے دین کے نام پر محنت کی ہو اور ثمر نہ ملے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم گھر واپس تشریف لاتے ہیں گھر میں کیسے داخل ہوتے ہیں؟ کیا پڑھتے ہیں؟

اللھم انی اسئلک خیرالمولدو خیرالمخرج بسم اللہ ولجنا وعلیٰ اللہ ربنا توکلنا۔

اور اگر کوئی سامنے بیٹھا ہو تو اسے پہلے اسلام علیکم کہو۔ پھر درود شریف پڑھو پھر سورۂ اخلاص پڑھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سفر پر نکلتے ہیں تو وہی دعا

بسم اللہ توکلت علیٰ اللہ الخ

پڑھتے ہیں پھر سواری پر تشریف فرما ہوتے ہیں یہ تین چھوٹی چھوٹی باتیں عرض کر رہا ہوں بہت عام زندگی کی کفار و مشرکین کی ترقی سے مرعوب بعض لوگ

بڑی خوبصورتی کے ساتھ کہتے ہیں کہ جناب اسلام نے ہمیں مستقل کوئی ڈھانچہ نہیں دیا۔ (WE HAVE NO PATTER N) کیا کہنے!

جس نبی نے پیشاب پاخانے کا سلیقہ بتایا ہے وہ تمہیں (PATTER N OF LIFE) دے کے نہیں جاتا آپ کی یہ بات مان لوں؟ اور مان کے۔۔۔۔۔۔

گو مشت خاک ہوں مگر آندھی کے ساتھ ہوں

آپ کے ساتھ چل پڑوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر بیٹھتے ہیں۔ پڑھتے ہیں

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین۔ سبحان الذی سخرلنا هذا وما کنا له مقرنین وانا انی ربنا لمنقلبون، اللهم انی اسئلک فی سفری هذا البرو التقویٰ ومن العمل ماترضیٰ اللهم هون علیٰ سفری اقونی بعده۔

اللهم انت الصاحب فی السفر و الخلیفته فی الاہل والمال، اللهم انی اعوذبک من وعثاء السفر وکآبۃ المنظر و سوء المنقلب فی الاہل والمال۔ لا حول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظم۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے۔

پھر میں کیسے مان لوں کہ جب ان امور پر عمل کیا جائے تو جن امور کی بنیادیوں صحیح ہو اس کا اختتام صحیح نہ ہو۔ ابتدا بہتر ہو تو ان شاء اللہ انتہا بہتر ہو گی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم جس بستی میں اترتے ہیں تو حکم دیتے ہیں کہ جب وہاں اترو اور داخل ہو تو پڑھو:

اللهم بارک لنا فیها، اللهم الرزقنا جناحه و جبنا الیٰ احیا وحبّب صالح اهله الینا۔

کیا یہ سیرت نہیں؟ ابھی تو بول کی ہی بات کر رہا ہوں اور نبی کے بول تو تیئیس برس کو محیط ہیں۔ تیئیس برس یہ میٹھے بول فضا میں بکھیرے گئے۔ محبتیں بکھیرتے ہوئے، روشنیاں بانٹتے ہوئے، مبشرات تقسیم کرتے ہوئے، انسانیت کی تعمیر کرتے ہوئے۔ اور آج کی تحقیقات کی رو سے تو یہ بول آج بھی کائنات میں موجود ہیں۔ اے کاش یہ تلاش کر لیں تو کسی اور کا بول سننے نہیں پڑے گا۔ ہمارے آقا کا ہی بول بالا ہو گا۔ خدا وہ دن لائے کہ یہ تلاش کر لیں اور ہم ان گناہگار کانوں کے غسلِ صحت اور غسل نجات کے لئے ان میٹھے بولوں کو سُن سکیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستی میں اترتے ہیں----- اب مہمان نوازی کی باری آتی ہے-----

حضرت بلال حبشی صلوات اللہ وسلام اللہ علیہ ساری کائنات کے مولوی، پیر، قطب ابدال، اغواث سب کے سب حضرت بلال حبشی جس گدھے پر ایک مرتبہ سوار ہو گئے اس کے سم پر لگی ہوئی مٹی پر قربان۔ درجہ، رتبہ، عزت، عظمت، نسبت، معیت، معیت زمانی، معیت مکانی، معیت قلبی اور معیت علمی یعنی ہمہ جہت معیتوں کا مرقع ہے نسبت رسول کا لفظ----ایک کدو کبھر شوربہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی پیالہ میں لقمہ لگا رہے ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی! لطف آیا نا؟ کریکٹر کیوں نہ بلند ہوتا۔ کیسے نہ ان کے کردار میں یہ طوفانی قوت پیدا ہوتی۔

یہاں مولوی بھی (SAPERATION) طبقاتی تقسیم کے قائل ہو گئے ہیں۔ ہاں ہاں ہمیں اعتراف کرنا ہو گا۔ ہم کس گناہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ اور کس خباثت کا شکار ہو گئے ہیں۔ یہ ایسا گھناؤنا جرم ہے کہ ایک سرمایہ دار مولوی غریب مولوی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانا اپنی اہانت سمجھتا ہے۔ ایک سرمایہ دار پیر غریب مرید کے ہاں اس کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھانے کو اپنی ہتک سمجھتا ہے۔ اس کا معیارِ زندگی بلند ہو گیا ہے۔ خواہشات ملاحظہ فرمایئے اور

اعمال ملاحظہ فرمایئے:

پاکستان بننے سے پہلے صرف پچاس مولوی تھے یعنی جن لوگوں نے پبلک پلیٹ فارم پر کام کیا ہے۔ پچاس سے زیادہ نہیں تھے۔ اور آج پانچ سو سے زیادہ ہیں۔ میں بھی علماء میں شمار ہوتا ہوں اللہ کی شان، اور جب میں بول لیتا ہوں تو لوگ کہتے ہیں اجی آپ نے تو کمال کر دیا۔ اجی واہ صاحب سبحان اللہ۔ ایسا مسکہ کرتے ہیں کہ توبہ! آپ کسی آدمی کے کان میں کہہ دیں کہ صاحب آپ تو آفتاب و ماہتاب ہیں۔ جناب تشریف لاتے ہیں تو بزم ہستی میں رونقیں آجاتی ہیں۔ اور تشریف لے جاتے ہیں تو گل مرجھا جاتے ہیں۔ تو لازمی ہے کہ وہ آدمی اپنے آپ کو پورے زمانے کا ولی سمجھنے لگ جائے۔ کہ اس کے بغیر سارے زمانے کی طنابیں ٹوٹ جائیں گی۔

صاحب ان باتوں کو چھوڑ دیجئے۔ رحم کیجئے ہمارے حال پر ہم پہلے ہی بہت برباد ہو چکے ہیں۔ ہسٹری اس سے بھری پڑی ہے۔ ہم اپنے آپ پر اور آپ اپنے حال پر رحم کیجئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص منہ پر تعریف کرے اس کے منہ میں خاک ڈال دو۔

اللہ تعالیٰ معاف فرمائے استغفر اللہ! جناب والا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ہم سے کچھ مطالبہ کرتی ہے۔

یہ تو بول کی باتیں تھیں۔ جو ساری حیاتِ طیبہ پر محیط ہیں عرض کر دیں۔ اب ذرا کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عملِ مبارک سے جو آفتاب و ماہتاب سے زیادہ روشن ہیں جس کی روشنی قیامت تک ہے۔ اور جس آفتاب و ماہتاب کے ضیاء و نور کے ہوتے ہوئے کسی دیئے کے ٹمٹمانے کی ضرورت نہیں ہے کوئی مولوی کوئی مسلک کوئی پارٹی معیار (AUTHENTIC) نہیں ہے۔ اپنے پاس نجات کی کوئی سند نہیں رکھتی۔ نجات کا راستہ ایک ہے اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے۔ کسی بھی مسلک کا آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرتا ہے وہ نجات پا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ اسے کوئی جنت میں جانے سے نہیں روک سکتا۔

من اتبع

جس نے اتباع کی۔ اتباع میں بنیادی بات اور بھی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ کا دین بیان کرتے ہوئے اس دین کی حاکمیت قائم کرتے ہوئے:

اوذیت فی اللہ۔

اللہ کے راستہ میں اتنی اذیتیں دی گئی ہیں کہ سابقہ انبیاء کو نہیں دی گئیں۔ نبی دین بیان کرے تو اذیتیں برداشت کرے۔ ہم دین بیان کریں تو ہم بلڈنگیں بناتے ہیں ہم سرمایہ دار ہو جاتے ہیں۔ نبی دین کا کام کرتا ہے تو نبی کے دانت شہید کئے جاتے ہیں۔ نبی کی بیٹی شہید کی جاتی ہے۔ آپ میں سے کسی کو دین کے لئے کبھی تھپڑ پڑا؟ مجھ سمیت، گالی سنی آپ نے دین کے لئے؟ آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر کسی نے اس کو اچھی طرح بل دیئے؟ آپ کی آنکھیں اُبل کر باہر آئیں؟ آپ کی ٹوپی اتاری گئی؟ آپ کی قبا پکڑ کر کبھی گھسیٹا گیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ سب کچھ ہوا۔ دو میل تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید رضی اللہ عنہ پاپیادہ چلتے رہے اور کفار و مشرکین نے طائف کے لفنگے چھو کرے، جمہوریت زادے پیچھے لگا دیئے گئے۔۔۔۔ اُس وقت بھی ایک

(CIVILIZATION) تھی اور اس سولائزیشن کا تقاضٰی یہی تھا جو انہوں نے کیا۔ اس دور میں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔ ایک ڈاڑھی کو ہی لیجئے مسلمان لڑکے بھی ہوٹ کرتے ہیں کفار کی تو بحث ہی چھوڑیئے۔ اور پھر میری ڈاڑھی تو بالخصوص۔ میرے عمل ہوں یا نہ ہوں لیکن اس کے صدقے الحمدللہ میں نے بڑی بے عزتی کرائی ہے۔ لونڈے لونڈیوں نام نہاد مسلمانوں (SO CALLED MUSLIMS) نے بڑی بے عزتی کی۔ میری باقی تمام کوتاہیاں ان شاء اللہ اس کے صدقے معاف ہو جائیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بچے کو اللہ تعالیٰ فطرتِ اسلامیہ پر پیدا فرماتے ہیں۔ پھر کیا ہوتا ہے؟

فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ۔

پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی بنا دیتے ہیں۔ یا نصرانی بنا دیتے ہیں۔ یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔

انقلاب اسلامی کے لئے جب تک ہم نبی کی عملی زندگی کو نہیں اپنائیں گے اسلام کا انقلاب ناممکن ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرہ برس مکہ مکرمہ میں جس انداز سے کام کیا۔ اللہ اکبر! کسی آدمی میں ہمت نہیں ہے۔

حدیث شریف میں قیامت کے قرب میں دین پر قائم رہنے والے کے بارے میں ایک لفظ آتا ہے کہ

القائم علی الدین کالقابض علی الجمر

قیامت کے قرب میں دین پر قائم رہنا ایسا ہوگا جیسا کہ ہاتھ میں انگارا پکڑا ہوا ہو۔ جس طرح انگارا مٹھی بند نہیں کرنے دیتا اسی طرح دین پر قائم رہنا بہت مشکل ہو جائے گا۔ اس دور میں دین بیان کرنا ----- کم و بیش یہی کیفیت تھی، ایک طرف ابوجہل ہے، ابولہب ہے، عتبہ ہے، شیبہ ہے، صفوان ہے۔ یہ "داھیتہ العرب" عرب کی بلائیں اور دوسری طرف اکیلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ----- گویا جمہوریت ایک طرف تھی اور اسلام ایک طرف۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپوزیشن میں بھی ڈیموکریسی تھی۔ کافر ڈیماگاگز اور مسلم ڈیماگاگز وہاں سامنے موجود تھے مگر میرے آقا و مولانا صلی اللہ علیہ وسلم نے یکہ و تنہا تیرہ برس محنت کی۔ ایسی محنت کی کہ ابولہب نے اس محنت سے تنگ آکر آخری خالصتاً جمہوری سازش کی۔ کہنے لگا بھتیجے جی دیکھیے ایک بات سنیئے۔ آپ جوان ہیں آپ کو اپنی (OPPOSITE SEX) جنس مخالف کی ضرورت ہے۔ آلِ اسمٰعیل میں سے جتنی بھی گوتیں ہیں ان میں سے کسی ایک کی نشاندہی کیجئے میں مہیا کرتا ہوں۔ آپ کو دولت کی ضرورت ہے وہ پیش کرتا ہوں اور آپ کو اگر اقتدار کی خواہش ہے تو میں آپ کو قبائل کا سردار بنا دیتا ہوں۔

حکومت، دولت، عورت، پلیٹ میں سجی سجائی ورقِ نقرہ لگا ہوا۔ کوئی اس میں گڑبڑ نہیں کوئی اس میں محنت کی ضرورت نہیں ہے اور یہ ڈیموکریسی کے اصولوں میں سے تیسرا اصول ہے بارگیننگ ----- پڑھ لیجئے میں تو ملائے مسجدی ہوں اور اس پر فخر بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس جمہوری پیش کش کو ٹھکرا دیا تھا۔

ڈیموکریسی کا پہلا اصول سرچشمۂ اقتدار عوام ہیں۔ کس کا دیا ہوا اصول ہے؟ ابراہم لنکن کا۔ اللہ اور اس کے رسول کا دیا ہوا نہیں۔ بلکہ ایک مشرک، بدباطن، خبیث کا دیا ہوا۔ ایک میں تین اور تین میں ایک کی تھیوری۔ اکنون ثلاثہ کا ماننے والا مشرکِ اعظم اخس وارذل! اس کی تھیوری ہے۔ کہ عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے، عوام پر۔ اور اس مشرکانہ نظام ریاست و حکومت میں

سر چشمہ اقتدار اللہ نہیں۔ قوت حاکم اللہ نہیں۔ مقتدر اعلیٰ اللہ نہیں۔ صرف پبلک ہے۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اس نے سچی سچائی حکومت پیش کی، عورت بھی، دولت بھی، جس قبیلے کی لڑکی آتی وہ دست و بازو بنتے، لیکن سرور کائنات، امام انقلاب نے کوئی مفاہمت نہیں کی۔ اللہ اکبر! ہر نبی انقلابی ہوتا ہے۔ کوئی (COMPROMISE) مفاہمت نہیں کرتا۔ کسی ایک نبی نے ایسا کیا ہو تو بتایئے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً ارشاد فرمایا: "یا میں اللہ کے دین کا آفتاب طلوع کر کے رہوں گا یا میں اس راستے میں مر جاؤں گا"۔

کمپرومائز اسلام میں کہاں ہے؟ سرکار دوعالم شفیع المذنبین فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کا جو خط رؤسائے عرب اور اڑوس پڑوس کی بادشاہتوں کے نام گئے ہیں کیا لکھا ہے ان میں؟ سلامتی چاہتے ہو تو اسلام لے آؤ۔ اور سلامتی چاہتے ہو تو ہمیں سپر پاور کے طور پر مانو۔ ہماری اطاعت قبول کرو۔ جزیہ دو ہمیں۔ اگر سلامتی نہیں چاہتے تو تلوار ہاتھ میں لو اور میدان میں آجاؤ دیکھو پھر دین کی تلوار کیسے چلتی ہے۔ کیا یہ جمہوریت ہے؟ اسے ڈیموکریسی کہتے ہیں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ سرمایہ ہے نہ اسلحہ ہے، افرادی قوت نہیں ہے مگر مدینہ طیبہ سے یہی خط جاری ہوتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اے کاش ہم یہ سمجھیں۔

یا حسرتیٰ علیٰ ما فرطتم فی جنب اللہ

ہائے افسوس تم نے اللہ کے پہلو میں بیٹھ کر جرم کیا۔

حضرات! معذرت کے ساتھ میری تمام تلخی لب ولہجے کی اور گستاخانہ گفتگو کو معاف فرماتے ہوئے۔ اگر نبی کی سیرت بیان کرنی ہے تو:

الذین یبلغون رسالاۃ اللہ ویخشونہ ولا یخشون احداً الا اللہ!

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں کہ میں کیسے مان لوں کہ جس دل میں اللہ کے سوا کسی اور کا خوف ہے وہ موحد بھی ہے۔ خدانخواستہ میں یہ نہیں کہنا چاہتا کہ صرف میں ہی ہوں۔ نہیں میں کچھ نہیں ہوں۔ میرے اکابر جنہوں نے مجھے یہ سبق دیا، یہ شراب طہور میرے اندر انڈیلی، جنہوں نے میری رگوں میں یہ ٹیکہ لگایا ہم نے تو انہیں دیکھا اور پڑھا اور سب سے بہتر سید کائنات کی سیرت طیبہ جس نے انسانیت کی تعمیر کی۔ جس نے غلاموں کو آقاؤں کے گریبان میں ہاتھ ڈالنا سکھایا اور جس نے روشنی کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا حوصلہ بخشا یہ سب اُسی کا فیض ہے۔ جس نے عورت کو ظلم کی چکی سے نکال کر گھر کی حاکمہ بنایا اور فرمایا:

"والمراۃ راعیۃ علیٰ بیت زوجھا"

کہ عورت اپنے خاوند کے گھر کی حاکمہ ہے۔ باہر لونڈی بیبیاں نکلتی ہیں عورت گھر میں رہتی ہے۔

دلیل کے طور پر سنیئے ابوسفیان رضی اللہ عنہ ان کی زوجہ مکرمہ مطہرہ، جب مسلمان ہو گئیں تو مطہرہ ہو گئیں۔ نا!

الاسلام یھدم ماکان قبلہ

اسلام دورِ خبیثہ کے تمام اعمالِ حبیثہ کو دھو ڈالتا ہے۔ شرک سے بڑا بھی کوئی خبیث عمل ہے؟ جب شرک معاف ہو

گیا تو باقی چیزیں تو بہت نیچے کی ہیں۔

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ ہندہ توبہ کرنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئیں۔ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم توبہ کراتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

ان لا تزنی ۔

ہاتھ کھینچ لیتی ہیں کہ یارسول اللہ! کیا آزاد عورتیں زنا بھی کرتی ہیں۔ یہ ایک کافرہ کا سوال ہے۔ کریکٹر کے بارے میں اس کا معیار یہ ہے کہ زنا تو غلام، غلام زادیاں اور لونڈیاں کرتی ہیں۔ باوقار فیملی کی عورتیں تو یہ گندگی نہیں کھاتیں۔

عورت کا مقام، عورت کی حیثیت، حقوقِ نسواں، یہ جتنے بھی حقوقِ نسواں کے عنوان پر آزادی کی جنگ لڑنے والے مریضانِ سیکس ہیں، ناقابلِ شفا ہیں بقول اقبالؒ!

آہ بے چارے کے اعصاب پہ عورت ہے سوار

جو آزادیٔ نسواں کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ خود بدمعاش ہیں اور قباحتوں کے پیکر غلیظ ہیں۔

اللہ کے دین نے تو پہلے ہی مرد کو عورت کا خادم بنا دیا ہے۔ دو حق عورت پر مرد کے ہیں باقی اٹھانوے مرد پر عورت کے ہیں

تمکین نفسها وملازمة بیتها۔

اپنی جان کی ملکیت، عصمت، آبرو، عفت، زندگی کے تمام امور اب اس کے خاوند کے قبضہ میں ہیں۔

وملازمة بیتها۔

اور گھر میں ہمیشگی یعنی خاوند کے گھر میں رہے اور بس! اس کے بعد بچے کو دودھ پلانا، کپڑے دھونا، روٹی پکانا، برتن صاف کرنا، گھر میں جھاڑو دینا، شوہر نامدار کے مہمانوں کی آؤ بھگت کرنا اور ساس کی خدمت کرنا وغیرہ۔

خاوند کے ذمے ہے کہ سودا سلف لائے، نفقہ اور سکنی شوہر کے ذمہ ہے۔ نفقہ کا معنی ہے انفاق، انفاق کا باب دیکھیئے۔ باب افعال مادہ ہے اس کا۔ اس کی جو خصوصیات ہیں ان میں ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اپنی جیب خالی کرو اور دوسرے کی بھرو۔ یہ ہے انفاق کا معنی۔

انفقوانفقة وانفقوا علیه۔

یہ شوہر نامدار کی ڈیوٹی ہے اس کی مرضی ہے کہ وہ محبت سے مجبور ہو کر اپنے تئیں غلام بنا لے، مارنا، گالی دینا، پریشر بلڈ اپ کرنا، کون سے اسلام میں جائز ہے؟ ایسا کوئی اسلام نہیں ہے۔ ہاں اس سے (COOPRATION) باہمی تعاون نہیں رہتا۔

ایک واقعہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ آگ جلا رہی ہیں۔ آپ کھڑے ہوگئے اور دیکھ کر تبسم فرمایا۔ قدم بڑھایا اور فرمایا۔

یا عائش۔۔۔

عائشہ میں تجھے آگ جلادوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود آگ جلا کے دی۔

کیا آپ میں سے کسی نے آگ جلا کے دی؟ اسلام عورت کو گھر کی حاکمہ قرار دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اجتماعی زندگی میں قدم قدم پر امت کی رہنمائی و دستگیری فرمائی ہے وہاں انفرادی اور گھریلو زندگی میں بھی مکمل رہنمائی فرمائی ہے۔ شوہر اور بیوی کے باہمی تعاون سے ہی گھر کی حکومت قائم رہ سکتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل ہی ہماری دنیا و آخرت میں کامیابی کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو ہدایت عطاء فرمائے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور حکموں پر عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ اور روزِ محشر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے رسوا نہ کرے۔ محض اپنی رحمت اور فضل سے ہماری مغفرت فرمائے۔ (آمین)

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر

مصنف: مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی۔ مقدمہ: مفکر اسلام حضرت مولانا محمد منظور نعمانی

- واقعہ کربلا سے متعلق افسانوی کہانیوں کی اصل حقیقت
- تاریخ میں دجل و تلبیس کے حیرت انگیز واقعات
- اصحابؓ بنوامیہ سے بغض وحسد کے اسباب۔
- تاریخ وسیرت سے دلچسپی رکھنے والے ہر باذوق قاری کے لئے انتہائی اہم کتاب

قیمت ۶۰ روپے

بخاری اکیڈمی
دار بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

راوی پبلشرز،
الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔

بقیہ از صـ ۲۳

سر کٹ رہا ہو مدح صحابہ زباں پہ ہو
مسلم کے یہ شعار ہیں اللہ کی قسم
شاکر عدو کی تیغ کی پروا نہیں ہمیں
ہم ان کے جاں نثار ہیں اللہ کی قسم

(بہ شکریہ ندائے شاہی مراد آباد۔ انڈیا اگست ۱۹۹۲ء)